

۲۰ رمضان المبارک ۱۴۴۶ھ / 21 مارچ 2025ء

ایمان کے ثَمَرات

اور

حیاتِ مولَی المسلمین رضی اللہ عنہ

میں اُن کے مَظاہر

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Join our channel

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Follow our Account

Jamia Nizamia Rizvia Like our Page

Jamia Nizamia Rizvia Like our Page

YouTube Jamia Nizamia Rizvia Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

وَمَنۡ یُّؤۡمِنۡۢ بِاللّٰہِ یَہۡدِ قَلۡبَہٗ ؕ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ۔ [التغابن 64:11]

ہر نعمت ربِّ ذوالجلال جَلَّ مَجْدُہُ العزیز ہی عطا فرماتا ہے اور یہ اُس کی شانِ کرم ہے کہ وہ فقط اپنے ماننے والوں پر ہی نہیں، بلکہ اپنا انکار کرنے والوں پر بھی احسانات فرماتا ہے... تاہم "ایمان" وہ انعام ہے جو خالقِ کائنات ہر ایک پر نہیں فرماتا، بلکہ یہ احسان فقط اُن پر کرتا ہے جن سے مَحبّت فرماتا ہے۔

ایمان جس قدر پختہ ہو بارگاہِ الٰہی میں محبوبیّت و مقبولیّت اُسی قدر زیادہ ہوتی ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِیُّ[1] خَیْرٌ وَّأَحَبُّ إِلَی اللّٰہِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِیْفِ، وَفِیْ کُلٍّ خَیْرٌ... "قوی مومن اللہ تعالیٰ کے ہاں کمزور مومن سے بہتر ہے اور زیادہ پیارا ہے، تاہم بھلائی سب میں ہے۔۔۔" (صحیح مسلم، حدیث:2664) یعنی کافر میں خیر نہیں، جب کہ ہر مومن میں خیر ہے، تاہم سب مسلمان برابر نہیں... "قوی مسلمان": جس کا ربّ تعالیٰ پر یقین و توکُّل پختہ ہو، ڈٹ کر فرماں برداری کرتا ہو، بھلائی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہو، جہاد اور نیکی کی دعوت وغیرہ کے ذریعے خدمتِ دین میں پیش پیش رہتا ہو... یہ اللہ کریم کے حضور "کمزور مسلمان" سے زیادہ محبوب ہے اور اِس کا درجہ بلند تر ہے۔

ایمان پختہ ہو تو جہاں محبوبیّت و رِضا میں اِضافہ ہوتا ہے وہیں ایمان کے ثمرات و منافع بھی بیشتر نصیب ہوتے ہیں۔ کاش ہمارے اندر یہ شعور بیدار ہو کہ رمضان المبارک ایمان کو پختہ کرنے کا مہینہ ہے اور اِس میں ربِّ کریم بہت جلد کرم فرماتا ہے! یوں ہم اِس مہینے میں سنور کر ایمان کو ترقّی دیں اور مالکِ کریم کو خوش کر کے دُنیا و آخرت کی زیادہ سے زیادہ بھلائیاں سمیٹیں۔

گزشتہ خطبہ میں ایمان کے ثَمَرات اور غزواتِ بدر و فتحِ مکہ میں اُن کے مَظاہِر سے متعلق کچھ گفتگو ہوئی تھی۔[2] کل 21 رمضان مولَی المسلمین سیدنا علی مرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الکَرِیْم کا یومِ شہادت ہے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو یہ بھی اعزاز حاصل ہے کہ پیدائش سے وصال تک ایک لمحہ کے لیے بھی کفر کی نَجاست آپ کے قریب نہیں آئی، ہر لمحہ مومن رہے اور پختگیٔ ایمان میں بھی آپ کو اعلیٰ شان عطا ہوئی۔

یقیناً آپ اُن شخصیات میں سے ہیں جن کی سیرت اُمّت کے لیے مَنارۂ نور ہے اور آپ کے نقشِ قدم کی پیروی باعثِ سعادت و نَجات ہے۔ چنانچہ آج کے خطبہ میں "ایمان کے ثَمَرات اور حیاتِ مولَی المسلمین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ میں اُن کے مَظاہِر" سے متعلق گفتگو ہو گی۔

---

[1] اَلْقَوِیُّ) أَیْ: فِی الْاِعْتِقَادِ بِاللّٰہِ وَالثِّقَۃِ بِہٖ، وَالصَّبْرِ عَلَی الطَّاعَۃِ، وَفِیْ قُوَّۃِ الْعَزَائِمِ عَلَی الْخَیْرِ، وَتَقْوِیَۃِ الدِّیْنِ بِالْجِہَادِ وَالْأَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَحْوِ ذٰلِکَ۔ (لمعات التنقیح، تحت الحدیث: 5298)

[2] خطبہ پڑھنے یا ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے لنک پر کلک کریں: https://drive.google.com/file/d/1ojXfd1SooDTNUGF4kKMLtv163rifxf1T/view?usp=sharing

ایمان کا ثَمَرہ... مَحبّت و مَوَدَّت

ایمان کے ثَمَرات میں سے یہ بھی ہے کہ خالقِ کائنات جلّ جلالہٗ ایمانی تقاضے پورے کرنے والوں کو اپنا محبوب بنالیتا ہے، پھر ظاہری اسباب کے بغیر دُنیا میں بھی اُن کی محبّت عام فرمادیتا ہے اور آخرت میں بھی اُن کا پیار شائع کردے گا۔[1]

ارشادِ ربّانی ہے: اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجۡعَلُ لَہُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا۔ "بلاشبہ وہ جو ایمان لائے اور نیک کام کیے عن قریب رحمٰن اُن کے لیے مَحبّت پیدا کردے گا۔" [مریم 96:19] "محبّت پیدا کردے گا" میں مختلف اُمور شامل ہیں:

1) اُنھیں اپنا محبوب بنالے گا۔
2) اپنے پیاروں کے دلوں میں اُن کی اُلفت ڈال دے گا۔[2]
3) اُن کے دلوں میں مسلمانوں پر شفقت و مہربانی کا جذبہ پیدا فرمادے گا۔[3]

شانِ مَحَبَّت اور مولَی المسلمین: حیاتِ مولَی المسلمین سیدنا علی کرّم اللّٰہ وجہہ الکریم میں ایمان کا یہ ثمرہ پورے جوبَن کے ساتھ نظر آتا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ محبوبِ بارگاہِ خدا بھی ہیں، مقبولِ دربارِ مصطفیٰ ﷺ بھی ہیں، مسلمانوں کے دل بھی آپ کی محبّت سے آباد ہیں اور آپ کے قلبِ مبارک میں بھی مسلمانوں کی خیر خواہی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔

محبوبیّت خدا و مصطفیٰ: ساتویں ہجری کے آغاز میں غزوۂ خیبر ہوا، اِس دوران ایک قلعہ کی فتح میں کافی مشکل پیش آئی۔ امام الانبیا ﷺ نے فرمایا: لَأُعۡطِیَنَّ ہٰذِہِ الرَّایَۃَ غَدًا رَجُلًا یَفۡتَحُ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیۡہِ، یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ وَیُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوۡلُہٗ۔ یعنی "کل مَیں یہ جھنڈا (لشکر کی کمان) اُس پیارے کو دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمادے گا، وہ خوش نصیب اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ سے پیار کرتا ہے اور اللہ و رسول بھی اُس سے محبّت فرماتے ہیں۔"[4]

---

[1] إِذَا كَانَ مَحْبُوبًا فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَذٰلِكَ فِي الْآخِرَةِ۔ (الجامع لأحکام القرآن [تفسیر القرطبی]، تحت مریم 96:19)

[2] عن سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما: يُحِبُّهُمْ وَيُحَبِّبُهُمْ۔ (المصنف لابن أبي شيبة، رقم: 34787، دار التاج)
يقول الإمام الرازيّ رحمه الله: أَنَّهُ تَعَالَى سَيُحْدِثُ لَهُمْ فِي الْقُلُوبِ مَوَدَّةً وَيَزْرَعُهَا لَهُمْ فِيهَا مِنْ غَيْرِ تَوَدُّدٍ مِنْهُمْ وَلَا تَعَرُّضٍ لِلْأَسْبَابِ الَّتِي يَكْتَسِبُ النَّاسُ بِهَا مَوَدَّاتِ الْقُلُوبِ۔ (مفاتیح الغیب [التفسیر الکبیر]، تحت الآیۃ)

[3] حضرت ہَرِم بن حیّان علیہ الرحمہ نے فرمایا: مَا أَقْبَلَ عَبْدٌ بِقَلْبِهِ إِلَى اللهِ عز وجل إِلَّا أَقْبَلَ اللهُ بِقُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ إِلَيْهِ حَتّٰى يَرْزُقَهُ مَوَدَّتَهُمْ وَرَحْمَتَهُمْ۔ یعنی جو مسلمان اپنے دل کو ربِّ کریم کی طرف متوجّہ کرے، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دل اُس کی طرف متوجّہ کردیتا ہے، حتّٰی کہ اُس کے دل میں اہلِ ایمان کی محبّت اور اُن پر مہربانی کا جذبہ پیدا کردیتا ہے۔ (الزہد لأحمد، ص: 223، رقم: 1285، دار الکتاب العربی۔ الزہد الکبیر للبیہقی، رقم: 799۔ تفسیرِ طبری)

[4] ایک شخص کی خوبی سے دوسروں کی نفی نہیں ہوتی؛ اُس پیارے کے تذکرہ سے ہرگز یہ نہیں سمجھا جاسکتا کہ صرف وہی محبوب ہے۔

یہ شرف پانے کے لیے صحابۂ کرام علیہم الرضوان پوری رات غور وخوض کرتے رہے کہ کل کس پیارے کو جھنڈا دیا جائے گا! (پہلے سے نام ظاہر نہ کرنے میں یہ حکمت بھی تھی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم رات بھر یہ سعادت پانے کا انتظار کریں اور اِس پر ثواب پائیں [مرآۃ]) اگلی صبح سبھی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور ہر ایک کو آس تھی کہ یہ کرم نوازی مجھ پر ہو جائے! مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ۔ "پیارا علی کہاں ہے؟" عرض کی گئی: اُن کی آنکھوں میں تکلیف ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنھیں بلوا بھیجا۔ چنانچہ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاضرِ خدمت کیا گیا۔

سیدنا سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعابِ اقدس اُن کی آنکھوں میں لگایا اور دُعا سے نوازا، فَبَرَأَ حَتّٰى كَأَنْ لَّمْ يَكُنْ بِهٖ وَجَعٌ، فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ۔ اُن کی آنکھیں فوراً اِس طرح ٹھیک ہو گئیں گویا اُنھیں کوئی تکلیف تھی ہی نہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنھیں جھنڈا دیا اور ربِّ کریم نے فتح عطا فرما دی۔ (صحیح بخاری، حدیث:4210)

سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ اقدس سے ادا ہونے والے الفاظ سے معلوم ہوا کہ مولَی المسلمین سیدنا علی کرّم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم مُحِبِّ خدا و مصطفیٰ بھی ہیں اور محبوبِ ربِّ ذوالجلال ورسولِ باکمال بھی ہیں، جلّ وعلا وصلّی اللہ علیہ وسلّم۔

محبوبیّتِ مسلمین: مسلمانوں کے دلوں میں سیدنا علی کرّم اللہ وجہہ کی محبّت کس قدر ہے! یہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں، ہر مسلمان اِسے محسوس کرتا ہے اور یہ بشارت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود عطا فرمائی تھی۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے: وَالَّذِيْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ إِنَّهٗ لَعَهِدَ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَيَّ: أَنْ لَّا يُحِبَّنِيْ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا يُبْغِضَنِيْ إِلَّا مُنَافِقٌ۔ یعنی قسم بخدا! کسی کا شاگرد بنے بغیر محض ربِّ رحیم کی عطا سے غیب بتانے والے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ عہد فرمایا کہ میری محبّت فقط مسلمان کے دل میں ہو گی اور میرا بغض فقط منافق کے سینے میں ہو گا۔ (صحیح مسلم، حدیث:78)

بلکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سچی محبّت کرنے والا باری تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ الٰہی میں دُعا کی تھی: اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاهُ، اَللّٰهُمَّ عَادِ مَنْ عَادَاهُ۔ "الٰہی! جو علی سے محبّت کرے تو اُسے اپنا محبوب بنا لے اور جو علی سے دشمنی رکھے تو اُسے اپنا دشمن قرار دے!"[1] (سنن ابن ماجہ، حدیث:116۔ مسند احمد، حدیث:، 950، صحیح لغیرہٖ)

تنبیہ: بعض بدبخت حُبِّ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی آڑ میں صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی توہین کرتے ہیں یا آپ کو سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل کہتے ہیں۔ ایسے لوگ محبّتِ علی کے دعوے میں جھوٹے ہیں؛ کیونکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے خود بُغضِ صحابہ پر بھی شدید ڈانٹ پلائی ہے اور شیخین کو افضل نہ ماننے پر بھی اپنے ہاتھ سے سزا دینے کی سخت وعید فرمائی ہے، رضی اللہ عنہم۔

---

[1] یاد رہے کہ "اختلافِ رائے" اور "دشمنی" الگ الگ چیزیں ہیں۔ آپ سے دیگر حضرات کا اختلافِ رائے ہوا، مگر کسی مسلمان نے آپ سے دشمنی نہیں رکھی۔

ایمان کا ثمَرہ... حیاتِ طیّبہ

ایمان کے عالی شان ثمَرات وفوائد میں سے یہ بھی ہے کہ مالکِ کریم جلّ جلالُہٗ نے اعمالِ صالحہ بجالانے والے مسلمانوں سے دُنیا وآخرت میں "حیاتِ طیّبہ"/پاکیزہ زندگی کا وعدہ فرمایا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ "جو مَرد یا عورت نیک عمل کرے اور وہ مسلمان ہو تو ہم ضرور اُسے "پاکیزہ زندگی" عطا کریں گے اور ہم ضرور اُنہیں اُن کے بہترین کاموں کے بدلے میں اُن کا اجر دیں گے۔"[النحل16:97]

"پاکیزہ زندگی" کی مراد سے متعلق مفسرینِ کرام کے اقوال کا خلاصہ یوں ہے:

1) دُنیا میں "پاکیزہ زندگی" یہ ہے کہ ربّ تعالیٰ:

i. سَعادت وخوش بختی سے سرفراز فرماتا ہے۔
ii. درجۂ صبر ورِضا پر فائز کر دیتا ہے، یعنی بندے کو یہ توفیق عطا فرماتا ہے کہ وہ تقدیر پر راضی رہے اور شکوہ وشِکایت نہ کرے۔
iii. اپنی فرماں برداری وعبادت کی "حَلاوت/چاشنی" مَرحمَت فرماتا ہے۔
iv. طیب وحلال رِزق سے نوازتا ہے۔
v. قَناعت کی دولت عطا فرماتا ہے، یعنی جائز طریقے سے کوشش کے بعد جتنا مل جائے اُس پر راضی رہنے کی توفیق عطا کرتا ہے۔
vi. مزید اعمالِ صالحہ کی توفیق بخشتا ہے۔

2) اور آخرت کی "پاکیزہ زندگی" یہ ہے کہ ربِّ ذوالجلال بے پناہ اِعزاز واکرام اور جنّت کی بے انتہا نعمتوں سے نوازے گا۔[1]

مرتضوی حیاتِ طیّبہ: خالقِ کائنات نے نیک مسلمانوں سے جس "پاکیزہ زندگی" کا وعدہ فرمایا ہے اُس کا بہترین مُظاہرہ سیدنا علی کرّم اللّٰہُ تعالٰی وجہہ الکریم کی حیاتِ طیّبہ میں نظر آتا ہے۔

نمازِ شیرِ خدا: "پاکیزہ زندگی" میں عبادت کی مٹھاس اور چاشنی بھی شامل ہے۔ سیدنا علی مرتضٰی کرّم اللہ وجہہٗ کو عبادت کی کیسی حلاوت عطا ہوئی تھی! اِس بارے میں مروی ہے: إِذَا حَضَرَ وَقْتُ الصَّلَاةِ يَتَزَلْزَلُ وَيَتَلَوَّنُ وَجْهُهٗ۔ یعنی جب نماز کا وقت آتا تو آپ رضی اللہ عنہ کے جسمِ مبارک پر کپکپی طاری ہو جاتی اور چہرۂ پُرنور کا رنگ بدل جاتا۔ عرض کی گئی: امیر المؤمنین! یہ کیا ہوتا ہے؟ ارشاد فرمایا: جَاءَ وَقْتُ أَمَانَةٍ عَرَضَهَا اللهُ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلْتُهَا۔ یعنی اُس امانت

---

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: تبیان القرآن، زیرِ آیت، ج:6، ص:567 تا 569

کی ادائیگی کا وقت آگیا ہے جس کو اللہ جلّ شانہٗ نے آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش فرمایا تو وہ اُس سے ڈر گئے اور اُسے نہ اُٹھا سکے، مگر وہ امانت میرے ذمّے ہے۔" (إحیاء علوم الدین للغزالی، کتاب أسرار الصلاۃ، فضیلۃ المسجد، ج:1، ص:151، دار المعرفۃ)

آپ کے اِس ارشاد میں سورۂ احزاب کی آیت:72 کی طرف اشارہ ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ربِّ کریم نے آسمان و زمین اور پہاڑوں کو یہ پیشکش فرمائی کہ وہ احکام کی ذمہ داری لیں، فرماں برداری کی تو اُنھیں جزا ملے گی اور نافرمانی کی تو سزا ہو گی... مگر آسمان و زمین ڈر گئے اور اِس امانت کا بوجھ نہ اُٹھا سکے، لیکن یہ امانت انسان کے ذمّے ہے۔ چنانچہ اِس امانت کا تصوّر کر کے مولَی المسلمین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا جسم کانپنے لگتا اور چہرۂ مبارک کی رنگت بدل جاتی۔

دُنیا کی سوچوں میں گم ہو کر نماز پڑھنے والے ہم جیسے کس طرح اندازہ کریں کہ مولیٰ علی کو نماز میں کیسی چاشنی نصیب ہوتی تھی!

قناعتِ مشکل کُشا: پاکیزہ زندگی میں یہ خوبی بھی نصیب ہوتی ہے کہ انسان کا دل لالچ سے پاک ہو جاتا ہے اور حلال ذریعہ سے جو بھی مل جائے اُس پر مطمئن رہتا ہے۔ سرکاری خزانے سے اپنی تجوریاں بھرنے والوں کو قناعت مل جائے تو کبھی بھی مسلمانوں کے مال میں بد دیانتی نہ کریں۔ سیدنا علی کرّم اللہ وجہہٗ الکریم کو قناعت میں بھی اعلیٰ شان حاصل تھی۔ مروی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جب سرکاری خزانے میں مال آتا تو آپ سب کچھ مسلمانوں میں حسبِ موقع و ضرورت تقسیم فرماتے، پھر ہر چیز تقسیم ہو جانے کا یقین کرنے کے لیے حکم دیتے کہ بیت المال میں جھاڑو لگا کر پانی کا چھڑکاؤ کیا جائے، پھر وہاں نماز ادا کرتے؛ تاکہ یہ نماز روزِ قیامت گواہی دے کہ اُنھوں نے مسلمانوں کا تمام مال اُن میں تقسیم کر دیا ہے اور اپنے پاس کچھ نہیں رکھا۔[1]

ایمان کا ثمَرہ... یقین و توکُّل و شُجاعت

ایمان پر ہونے والی نوازشات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ربِّ کریم صاحبِ ایمان کے دل کو ہدایت و یقین عطا فرماتا ہے، پھر بندے کو اپنے ربّ پر بھروسا کرنے کی توفیق نصیب ہوتی ہے اور بزدلی اُس کے قریب بھی نہیں پھٹکتی۔

ارشادِ ربّانی ہے: وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۔ "اور جو اللہ پر ایمان لائے اللہ اُس کے دل کو ہدایت دے گا اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔" [التغابن 64:11] یعنی ایمان کی برکت سے ربِّ کریم یقین و اطمینان عطا کرے گا اور بندے کے دل کو اِس بات پر قرار ہو گا کہ جو مصیبت آئی ہے وہ کسی صورت ٹل نہیں سکتی تھی اور جو نہیں آئی وہ کبھی پہنچ نہیں سکتی تھی۔[2]

---

[1] أَنَّ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ كَانَ يَأْمُرُ بِبَيْتِ الْمَالِ فَيُكْنَسُ، ثُمَّ يُنْضَحُ، ثُمَّ يُصَلِّي فِيهِ رَجَاءَ أَنْ يَشْهَدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَّهُ لَمْ يَحْبِسْ فِيهِ الْمَالَ عَنِ الْمُسْلِمِينَ۔ (الزھد للإمام أحمد، رقم:695۔ حلیۃ الأولیاء، ج:1، ص:81۔ الإستیعاب فی معرفۃ الأصحاب، ج:3، ص:1113)

[2] لِلْيَقِينِ فَيَعْلَمُ أَنَّ مَا أَصَابَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَهُ وَأَنَّ مَا أَخْطَأَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَهُ۔ (تفسیر الطبری، تحت الآیۃ)

حیاتِ حیدرِ کرّار کرّم اللہ تعالٰی وجہہٗ میں ایمان کے اِس ثَمَرہ کے مَظاہِر بھی بہت نمایاں نظر آتے ہیں۔ آپ کی شجاعت بھی ضَرب المَثَل ہے اور قُدرتِ الٰہیہ پر آپ کا توکُّل ویقین بھی لائقِ تقلید ہے۔

شُجاعتِ حیدری: سیدِ عالَم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ظاہری حیاتِ طیّبہ میں سبھی مواقع پر سیدنا علی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی بہادری نمایاں تھی.... ہجرت کی رات اپنی جان کو جانِ عالَم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر فدا کرنے کے لیے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بستر پر لیٹنے والے شیر خُدا رَضِیَ اللہُ عَنْہُ ہی تھے... غزوۂ بدر میں سب سے پہلے جن شخصیات نے کفار کو للکارا اُن میں سے ایک حیدرِ کرّار رَضِیَ اللہُ عَنْہُ تھے... غزوۂ خندق میں عَمرو بن عبدِ وُدّ کو پچھاڑ کر کافروں کا زور توڑنے کی سعادت بھی حضرت مشکل کُشا رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے حصّے میں آئی... فاتحِ خیبر ہونے کا تاج بھی مولیٰ مرتضٰی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے سَر سجا... پھر عہدِ خلفاءِ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ اور اپنے دورِ خلافت میں بھی آپ کی شجاعت ہمیشہ نمایاں رہی۔

توکُّلِ اسد اللّٰہی: شہزادۂ امام زین العابدین سیدنا محمد باقر رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا نے بیان کیا: سیدنا علی مرتضٰی کرّم اللہ وجہہٗ کی بارگاہ میں دو شخص اپنے مقدّمے کا فیصلہ کروانے کے لیے حاضر ہوئے، چنانچہ آپ ایک دیوار کے نیچے بیٹھ گئے۔ ایک شخص نے کہا: امیر المؤمنین! یہاں سے اُٹھ جایئے! دیوار گرنے والی ہے۔ آپ نے اطمینان کے ساتھ فرمایا: اِمْضِ کَفٰی بِاللّٰہِ حَارِسًا۔ یعنی تم اپنا کام جاری رکھو! اللہ تعالٰی کی حفاظت کافی ہے۔ امام باقر فرماتے ہیں: فَقَضٰی بَیْنَھُمَا وَقَامَ ثُمَّ سَقَطَ الْجِدَارُ۔ یعنی آپ نے شریعت کے مطابق مقدّمے کا فیصلہ کیا، اِس دوران اللہ تعالٰی کے حکم سے دیوار اپنی جگہ قائم رہی، آپ فیصلے کے بعد وہاں سے اُٹھے تو دیوار گر گئی۔ (دلائل النبوّۃ لابی نعیم: 531)

نَقشِ خاتَمِ عَلَوی: حیدرِ کرّار کرّم اللہ وجہہ الکریم کی مبارک انگوٹھی کے نَقش کا تذکرہ بھی ایمان افروز ہے۔ کسی دستاویز کی تصدیق کے لیے مُہر (Stamp) لگائی جاتی ہے، پہلے جدید طرز کی مُہریں نہیں ہوتی تھیں، تب انگوٹھی کے نگینے پر کچھ لکھا ہوتا تھا، اُس کو سیاہی میں تَر کر کے کاغذ وغیرہ پر نشان لگا دیا جاتا تھا، یہی مہر ہوتی تھی۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِسی لیے انگوٹھی بنوائی تھی۔

انگوٹھی فقط اُس شخص کے لیے ہی سُنّت ہے جسے مُہر لگانے کی ضرورت ہو۔ دیگر مَرد حضرات اگر چاندی کی ایک انگوٹھی پہنیں، جس کا وزن ساڑھے چار ماشے (4 گرام، 374 ملی گرام) سے کم ہو اور اُس میں صرف ایک نگینہ لگا ہو تو جائز ہے (سنّت نہیں)۔[1]

سیدنا علیِ مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی مبارک انگوٹھی پر لکھا تھا: نِعْمَ الْقَادِرُ اللّٰہُ! اللہ تعالٰی کی قدرت کتنی عظیم الشان ہے!

(عیون الأخبار للدینوری، ج:1، ص:420، دار الکتب العلمیۃ۔ تاریخ مدینۃ دمشق، ج:42، ص:445)

اگر مسلم حکمرانوں کو حیدری شجاعت وتوکُّل کا ایک ذرّہ نصیب ہو جاتا تو آج غزّہ کے یہ حالات نہ ہوتے!

---

[1] انگوٹھی نہ بغیر نگینے کے ہو اور نہ ایک سے زائد نگینے ہوں۔ چاندی کے علاوہ کسی دوسری دھات جیسے لوہا، تانبا اور سونا وغیرہ کی انگوٹھی یا کوئی بھی زیور مرد کے لیے ناجائز وحرام ہے۔ (فتاوٰی رضویہ، ج:22، ص:141۔ بہارِ شریعت، ج:3، ح:16، ص:426۔ وقار الفتاوٰی، ج:2، ص:190)

ایمان کے اُخروی ثمرات

گزشتہ کلام میں ایمان پر ہونے والی اُن عنایات کا تذکرہ ہوا جو دُنیا میں نصیب ہوتی ہیں، جہاں تک آخرت میں ہونے والے انعامات کا تعلّق ہے تو یہ کہنا بے جا نہیں کہ ایمانی ثَمَرات کا پورا جلوہ آخرت میں ہی ظاہر ہو گا؛ کیونکہ دُنیا تو مسافر خانہ ہے، اصل گھر آخرت کا گھر ہے... وہاں مسلمانوں پر ربِّ کریم کی عطائیں اِس قدر ہوں گی جن کو بیان کرنا تو دُور کی بات ہے! اُن کا تصوُّر کرنا بھی ممکن نہیں۔

مادیّت پرستی کے اِس دَور میں بعض لوگ اُخروی انعامات کے حوالے سے بے ہودہ قسم کی باتیں کرتے ہیں۔ کہتے ہیں: جنّت کس نے دیکھی؟ آج کو سنوار نہیں پائے، کل کی فکر کیسے کریں؟ اِسی طرح کے کئی آوارہ جملے بولے جاتے ہیں۔

اِس حوالے سے پہلے تو یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ مَرنے کے بعد اُٹھنے اور جنّت و دوزخ پر یقین ضروریاتِ دین میں سے ہے، اگر کوئی شخص اِس میں معمولی شک بھی کرتا ہے تو مسلمان نہیں... پھر یہ بھی اہم ہے کہ جنّت و دوزخ اور پُل صراط وغیرہ کی باتیں علما اپنے پاس سے نہیں کرتے، یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولِ مکرّم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رِضا پانے کا شوق، جنّت کی طلب اور جہنم کا خوف... ہماری تربیت کے لیے امام الانبیا ﷺ خود اِن چیزوں کا اِظہار فرماتے تھے۔

بہر حال قرآن و سنت سے آخرت میں مسلمانوں پر ہونے والی نوازشات کا تذکرہ پڑھ سُن کر ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۔ ”اللہ نے مسلمان مَردوں اور مسلمان عورتوں سے اُن جنّتوں کا وعدہ فرمایا ہے جن کے نیچے دریا بہتے ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے... اور دائمی جنّتوں میں پاکیزہ رہائش گاہوں کا (وعدہ فرمایا ہے) اور اللہ کی رِضا سب سے بڑی چیز ہے، یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔“ [التوبۃ 72:9]

سیدنا ابو سعید سَعد خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا: اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائے گا: ”اے اہل جنت!“ وہ عرض کریں گے: لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ! وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ ۔ اے ہمارے ربّ! ہم حاضر ہیں اور تمام تر بھلائی تیرے دستِ قدرت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ”کیا تم خوش ہو گئے؟“ عرض کریں گے: اے ہمارے ربّ! ہم کیوں راضی نہیں ہوں گے، تُو نے ہمیں وہ عطا فرمایا ہے جو اپنی مخلوق میں کسی کو بھی نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: أَلَا أُعْطِيْكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ؟ ”مَیں تمھیں اِس سے بھی اعلیٰ و افضل نعمت نہ دوں؟“ عرض کریں گے: اِس سے افضل چیز کیا ہو گی؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِيْ فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهٗ أَبَدًا ۔ ”مَیں نے تم پر اپنی رِضا نازل کرتا ہوں، اب مَیں تم سے کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔“

(صحیح بخاری، حدیث: 7518۔ صحیح مسلم، حدیث: 2829۔ سنن ترمذی، حدیث: 2555)

حرفِ آخر: ایمان کے ثَمَرات اور اُمّت کے حالات

ربّ تعالیٰ کے حضور دُنیا نہایت حقیر ہے اور اِس کی حیثیت مچھر کے پَر کے برابر بھی نہیں؛ اِسی لیے خالقِ کائنات دُنیاوی نعمتیں کافروں کو بھی دیتا ہے، باوجود یکہ وہ اُس کا انکار کرتے ہیں اور دینِ خدا کے دشمن ہیں... جب کہ بارگاہِ الٰہی میں ایمان عظیم ترین دَولت ہے؛ اِسی لیے مالکِ کریم ایمان کا شرف فقط اپنے پیاروں کو ہی عطا فرماتا ہے۔

ایمان کی عظمت و فضیلت اِس بات سے بھی واضح ہوتی ہے کہ ہمیں کثرت کے ساتھ سلامتیٔ ایمان کی دُعا کرتے رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ قرآنِ حکیم کے مطابق ماہر علمائے دین کی دُعاؤں میں یہ عرض بھی شامل ہوتی ہے: رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ ۔ ”اے ہمارے ربّ! تُو نے ہمیں ہدایت عطا فرمائی، اِس کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کرنا اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما، بے شک تُو بہت عطا فرمانے والا ہے۔“ [اٰلِ عمران 8:3]

ایمان جس قدر پختہ ہو اُس کی برکتیں بھی اُتنی ہی زیادہ نصیب ہوتی ہیں۔ بڑی سعادت ہے کہ ربِّ کریم نے ہمیں اِس سال بھی رمضان المبارک کے لمحات عطا فرمائے، یہ ماہِ پُرنور خود کو سنوار کر اپنے ایمان کو تازگی و جِلا دینے کا مہینہ ہے۔ جو شخص اِس مبارک مہینے میں بھی مغفرت و رحمت حاصل نہ کر سکے وہ سخت نالائق ہے اور حدیثِ مبارک کے مطابق تباہی کا حق دار ہے۔[1]

ایمان کو پختہ کرنے کا شوق دلانے کے لیے آخری دو خطبات میں ایمان کے کچھ ثَمَرات و منافع ذکر کیے گئے۔ خلاصہ یہ ہے کہ خالقِ کائنات جلّ جلالہٗ نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ:

1) دُنیا و آخرت میں ایمان والوں کی مدد فرماتا ہے۔
2) دُنیا و آخرت میں صاحبانِ ایمان کو امن و اطمینان عطا فرماتا ہے۔
3) اُنھیں زمین میں اقتدار و غلبہ مَرحمت فرماتا ہے اور فسادیوں کا انجام ذلّت و رُسوائی کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔
4) نیک مسلمانوں کو اپنا محبوب بھی بنالیتا ہے اور بندوں کے دلوں میں بھی اُن کا پیار ڈال دیتا ہے۔
5) اُنھیں سعادت و قناعت اور رِضا و حلاوَت سے بھرپور ”پاکیزہ زندگی“ عطا فرماتا ہے۔
6) مومنین کے دلوں کو دولتِ یقین سے سرفراز فرما کر توکّل و شجاعت کی توفیق سے نوازتا ہے۔
7) اور آخرت میں عطا ہونے والی رحمتیں تو تصوُّر سے بھی بالاتر ہیں۔

---

[1] عن سیدنا کعب بن عُجرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعا: إِنَّ جِبْرِيْلَ علیہ الصلاۃ والسلام عَرَضَ لِيْ فَقَالَ: بُعْدًا لِّمَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهٗ قُلْتُ: آمِيْنَ۔ (المستدرك علی الصحیحین، رقم الحدیث: 7256، صحیح الإسناد)

ربِّ کریم کے وعدے ضرور سچے ہیں اور اُس کی قدرت کامل واکمل ہے۔ صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے ایمانی تقاضے پورے کیے تو اللہ تعالیٰ نے اُنھیں ایمان کے ثمرات پورے جوبن کے ساتھ عطا فرمائے۔ خطبہ میں یومِ شہادتِ سیدنا علی کرّم اللہ وجہہ کی مناسبت سے آپ کی حیاتِ کریمہ سے ایمانی ثمرات کی چند شان دار مثالیں بھی پیش کی گئیں۔ اِن میں تربیت ہے کہ اگر ہم بھی اپنے ایمان کو پختہ کریں تو یقیناً ہمیں بھی ایمان کے ثمرات نصیب ہوں گے۔

"حیاتِ طیّبہ / پاکیزہ زندگی" کے وعدہ کو سامنے رکھتے ہوئے ہم اپنی زندگی پر غور کریں تو اندازہ ہو جائے گا کہ ہمارا ایمان کس قدر پختہ ہے! دوسری طرف اُمّت کی اجتماعی صورتِ حال دیکھ کر بھی دل خون کے آنسو روتا ہے۔ اسرائیلی درندوں نے حماس کے ساتھ طے پانے والے معاہدے کو توڑ کر غزہ پر تازہ حملوں میں سینکڑوں کو شہید کر دیا ہے اور امداد کی ترسیل بھی روک دی ہے۔

مسلم حکمران سمجھتے ہیں کہ مذمّتی قراردادوں کے ذریعے یہودی باز آجائیں گے اور ظلم کا راستہ چھوڑ دیں گے، یہ خام خیالی بزدلی کا نتیجہ ہے۔ یہودی وہ بدبخت ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو توڑا، انبیائے کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کو شہید کیا اور ہمیشہ زمین میں فساد پھیلایا۔ ربِّ کریم نے یہودیوں کی ریت بیان کرتے ہوئے فرمایا: فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً۔ "تو اُن کے عہد توڑنے کی وجہ سے ہم نے اُن پر لعنت کی اور اُن کے دل سخت کر دیے۔"

پھر خالقِ کریم نے یہ بھی بتلا دیا کہ اُن کی یہ حرکتیں کبھی تبدیل نہیں ہوں گی: وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ۔ "اور تم اُن میں سے چند ایک (جو ایمان لے آئے) کے علاوہ سب کی کسی نہ کسی خیانت پر مطلع ہوتے رہو گے۔" [المائدۃ5:13]

کیا اب بھی اُمّت یہی سمجھتی رہے گی کہ فقط قراردادوں سے یہودی مظالم رُک جائیں گے؟ ہرگز نہیں! یہودی طاقت کی زبان سمجھتے ہیں۔ اُن کا ظلم اِسی طرح روکا جا سکتا ہے کہ اُمّت متحد ہو اور اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لیے جہاد کرے۔ عوام کو مظلوم مسلمانوں کے حق میں سچے دل کے ساتھ دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھنا چاہیے اور یہودی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کرنا چاہیے۔

شرعی مسئلہ: ہمارے ہاں رمضان المبارک میں کثرت کے ساتھ شبینہ کا اہتمام کیا جاتا ہے، یعنی ایک یا چند راتوں میں قرآنِ حکیم کی تلاوت مکمل کی جاتی ہے۔ ایسا کرنا جائز و مستحسن ہے، تاہم یہ ضروری ہے کہ اخلاص کے ساتھ قواعدِ تجوید کے مطابق درست طریقے سے تلاوت کی جائے... لوگ سُستی و لاپرواہی کے بجائے شوق و رغبت کے ساتھ شریک ہوں... لاؤڈ سپیکر کا اس طرح استعمال نہ کیا جائے جو دوسروں کے لیے پریشانی کا سبب ہو۔ نیز نوافل کی جماعت اعلان کے ساتھ نہیں ہونی چاہیے۔[1]

---

[1] دیکھیے فتاوٰی رضویہ، ج:7، ص:476 تا 481، رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ

صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا: جس طرح آج کل رواج ہے کہ کوئی بیٹھا باتیں کر رہا ہے، کچھ لوگ لیٹے ہیں، کچھ لوگ چائے پینے میں مشغول ہیں، کچھ لوگ مسجد کے باہر حقہ نوشی کر رہے ہیں اور جب جی میں آیا ایک آدھ رکعت میں شامل بھی ہو گئے، یہ ناجائز ہے۔ (بہارِ شریعت، ج:1(ب)، ح:4، ص:695، م:42)

اللہ تعالیٰ شیرِ خدا حیدرِ کرّار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدقے میں ہماری مغفرت فرمائے اور اُمّت کو جرأت و شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنا کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل کرنے کی توفیق سے نوازے!

ربِّ کریم تمام اُمّتِ مسلمہ سے مصائب و آلام دُور فرمائے، مظلوموں کی غیبی تائید و نصرت فرمائے، خصوصًا اہلِ غزہ کو اِعانت سے نوازے، مجاہدینِ حمّاس کو سُرخرو فرمائے اور اہلِ غزّہ کو اُن کے وطن سے بے دخل کرنے کے خواہشمند امریکہ، اسرائیل اور اُن کے تمام اتحادیوں کو ذلیل و رسوا کرے!

مالکِ کریم پاکستان کو ہر طرح کے مصائب سے محفوظ رکھے اور حکمرانوں کو دین کا خیر خواہ اور عوام کا خدمت گزار بنائے!

آمین بجاہ النبیِّ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم!